

## پیش لفظ

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی علمی ترقع اور ڈینی بالیگی کا ایسا روشن مینار ہے۔ جو جو نیدگان علم کو تاریکیوں سے روشنیوں اور پستیوں سے بلندیوں کی جانب محو پرواز کرتا ہے۔ علمی میراث کے اس شکافتہ پھول، خوابوں کی سرز میں، عزائم کی جولاں گاہ، کامیابیوں اور کامرانیوں کی اس نہ ختم ہونے والی داستان کے بارے میں صرف اتنا کہوں گی۔

جب عہد ساز درسگاہوں کا جدلیاتی محاکمہ تیار کیا جائے گا تو علوم کی وسعت، انسان کی ڈینی آزادیوں، جدید رہنمائی کے فروغ، نئے رجحانات، رومان پروردادب، فلکری کایاپٹ، نئے نئے علوم، ایجادات اور ذہن سازی میں انگلینڈ کی آکسفورڈ سے لاہور کی گورنمنٹ کالج کسی طور کم نہیں ہوگی۔ میرا یہ مقالہ ”مسعود اختر شیخ کی ترجمہ نگاری“، ایم فل کی ڈگری کے حصول کی انتہائے نگارش ہے۔ یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب مسعود اختر شیخ کے جامع تعارف اور علمی کوائف نامے پر مشتمل ہے۔ یہ باب مسعود اختر شیخ کا ایسا اجمالی خاکہ ہے جو ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں اور ادبی جہتوں کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ جس سے ان کی شخصیت کی کامل، غیر مبہم اور انتہائی واضح شخصی و ادبی شیوه سامنے آتی ہے۔

فصل دوم ”اردو ترجمے کی روایت“ کے عنوان پر مشتمل ہے اس باب میں تراجم کی ادبی روایت، آغاز، ارتقائی مراحل اور تاحال تراجم کا منظر نامہ پیش کرنے کی ایک طفلانہ کاؤش کی گئی ہے اور امید کرتی ہوں کہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کا یہ عمل تحقیق کے میدان میں ایک گرانقدر اضافہ ہوگا۔

تیسرا باب پورے مقالے کا لینڈ سکیپ ہے۔ ایسا جام جہاں نما جس میں مسعود اختر شیخ کی فین

ترجمہ نگاری کو تمام اسرار و رموز اور فنی کمالات کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے۔ اس باب میں تراجم کی نقد و انتقاد، لسانی باریکیوں اسلوبی تکنیک، اصطلاحی مسائل، ترجمے کا عمل، وحدت تاثر، مطلب اور خیالات کی ترسیل و ابلاغ اور ترجمے کی مبادیات کا خصوصی جائزہ لیا گیا ہے۔ مسعود صاحب نے سادہ فہم زبان استعمال کی ہے جو سب کے لیے رسانی بخش ہے۔

چوتھا اور آخری باب محاکمے پر مشتمل ہے۔ حاصل ثمرات اور نتائج سے اپ ٹو ڈیٹ کرنے کی مکمل سعی کی ہے یہ محاکمہ ان کے فنی کارناموں اور ادبی جہات کی ایک مکمل دستاویز ہے۔

صدر شعبہ اردو مادام پروفیسر ڈاکٹر صائمہ ارم کی سپاس گزار ہوں کہ ان کی سحر کار اور علم دوست شخصیت نے ہمیں عزم اور حوصلے کی وہ بے پایاں دولت عطا کی ہے جو میدان علم و عمل میں ہماری رہنمائی کی۔ شعبہ اردو کے دیگر تمام اساتذہ کی بھی شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے ہماری شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

نگران مقالہ مادام ڈاکٹر الماس خانم کی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس وادی پر خار میں خضر را بن کر میری رہنمائی کی۔ اور ان کی ظیر کرم سے مجھے یہ گوہر مراد حاصل ہوا۔

آخر میں اپنے محترم والدین کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے زندگی کے ہر میدان اور تعلیم و تربیت کے ہر معاملے میں میرا ساتھ دیا اور میرا حوصلہ بڑھایا اور جن کی دعاؤں سے میں اس مقام پر پہنچی ہوں۔

اگر میرے قلم سے نکلی ہوئی ایک سطر نے یا میرے زبان سے نکلے ہوئے ایک لفظ نے بھی تعلیمی عمل میں معاونت کی تو مجھے میری محنت کا اجر مل گیا۔

زمر اسحاق

جی سی یونیورسٹی، لاہور۔